تاریخ ابنِ کثیر

البدایہ والنہایہ

حصہ

اوّل ۔ دوم
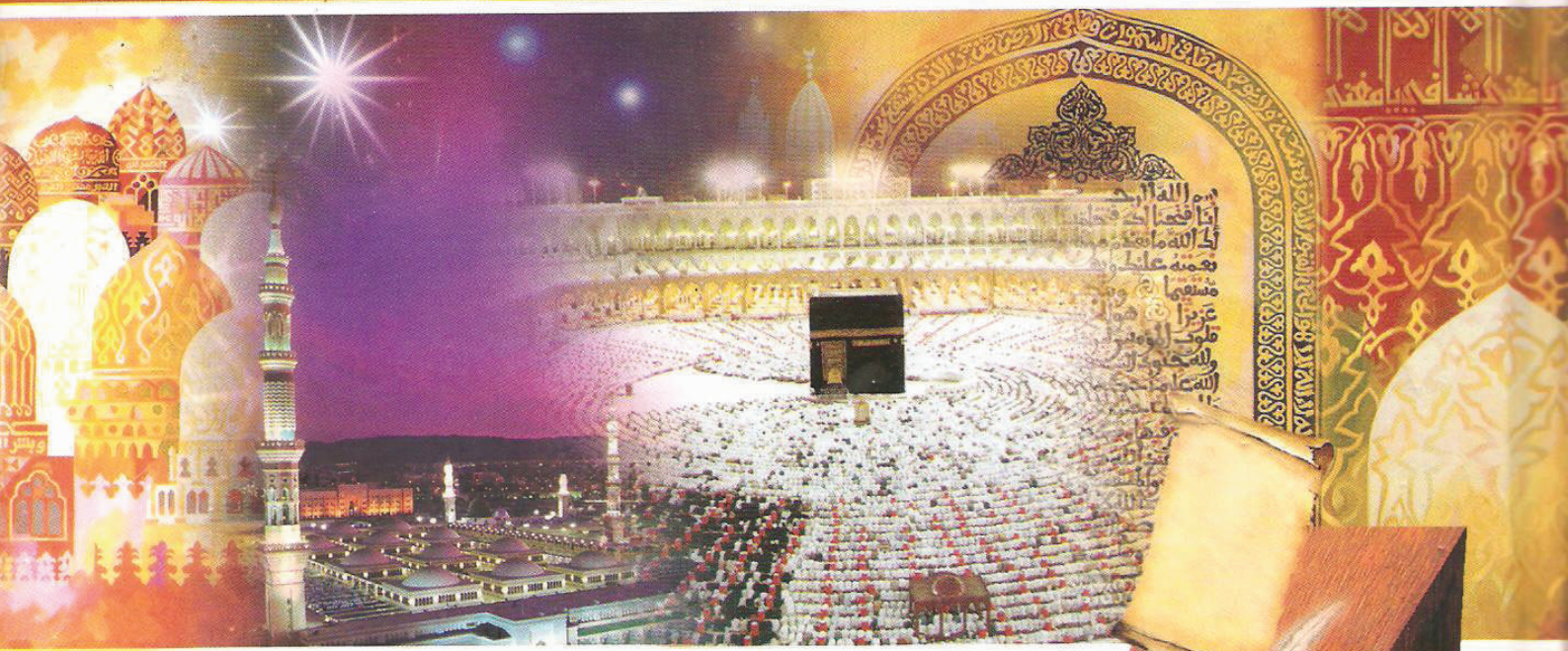
علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ

تاریخ ابنِ کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

اَلْبِدَایَۃُ وَالنِّہَایَۃُ

کا اردو ترجمہ

جلد اوّل

زمین آسمان کی تخلیق اور سیدنا آدم علیہ السلام کے تذکرے سے شروع ہوا ہے۔ اس میں عرش وکرسی اور جنات و ملائکہ کے تذکرے سے لے کر حضرت الیاس علیہ السلام تک کے واقعات شامل ہیں۔

تصنیف ❁ عَلّامَہ حَافِظ اَبُوالْفِدَا عِمَادُالدّین اِبْنِ کَثِیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ پروفیسر کوکب شادانی فاضل ادب (عربی)

ایم اے (فارسی) ایم اے (انگریزی) ایم اے (اسلامیات) ایم اے (تاریخ اسلام)

سابق پروفیسر ڈیلی کالج (اندور) فرگوسن کالج (پونا) الفنسٹن کالج (بمبئی)

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

البِدَایة والنَهَایة

نام کتاب	....	تاریخ ابنِ کثیر (جلد اوّل)
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	پروفیسر کوکب شادانی
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	جون ۱۹۸۷ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۲۴۰
ٹیلیفون	....	۰۲۱۔۷۷۲۲۰۸۰

جنت میں بہنے والے دریاؤں کی شکل وصورت اور کیفیات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں''۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سے ابن نمیر اور یزید نے بیان کیا اور محمد بن عمرو نے ابی سلمہ اور ابوہریرہؓ، کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت سے جاری ہونے والے چار دریا نیل' فرات' سیحون وجیحون ہیں۔ یہ اسناد صحیح ہیں جنہیں مسلم نے بھی اپنے طور پر صحیح تسلیم کیا ہے۔ غالباً واللہ اعلم مذکورہ بالا چار دریاؤں کو آنحضرت ﷺ کا جنت کے دریا فرمانا ان کے صاف وشفاف اور میٹھے پانی کی اور ان کی روانی کی وجہ سے ہوگا جیسا کہ ایک اور موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دریاؤں کا پانی زہر سے شفا کا باعث ہے۔ اس حدیث نبوی ﷺ کو سعید بن عامر نے محمد بن عمرو ابی سلمہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا اور اسے ترمذی نے روایت کیا ہے جس کی صحت کی سند مسلم نے بھی دی ہے۔ تاہم اس حدیث سے درحقیقت یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے کچھ پھلوں کو جنت کے پھلوں سے تشبیہ دی اس طرح مذکورہ بالا چاروں دریاؤں کو بھی جنت کے دریاؤں سے تشبیہ دی حالانکہ یہ چاروں دریا زمین پر بہتے ہیں اور ان کے منابع بھی زمین ہی کے حصے ہیں۔ اسی طرح آپؐ نے گرمی کی شدت کو جہنم کی گرمی سے تشبیہ دی اور ارشاد فرمایا کہ اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ جب کہ زمین پر پڑنے والی وہ شدت کی گرمی بھی درحقیقت جہنم کی گرمی یا اس کی آگ نہ تھی۔

جہاں تک دریائے نیل کا تعلق ہے وہ جبال القمر (سفید پہاڑوں) سے نکل کر از اوّل تا آخر اپنے پانی کے شیریں ہونے اور صفائی میں دنیا کے دوسرے دریاؤں میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ یہ دریا زمین کے مغربی حصے میں خط استوا سے ذرا ادھر جنوب کی طرف ہو کر بہتا ہے اور اس کا مشاہدہ کرنے والا ہر شخص اس کے مذکورہ بالا اوصاف میں آج تک رطب اللسان ہے۔ اسے دریاؤں کا ستارہ بھی کہا جاتا ہے۔ جبال القمر سے نکلنے کے بعد اس میں پانچ دوسرے چھوٹے دریا شامل ہو کر بہتے ہوئے سمندر میں جا گرتے ہیں اور وہاں سے یہ چھ دریا ہو کر پھیلتا ہوا سوڈان سے گزرتا ہے اور وہیں اسے دریائے نیل کا نام دیا جاتا ہے۔ جو اصلاً دریائے احمر تھا۔ یہ دریا حبشہ سے گزر کر جب آگے بڑھتا ہے تو اس کے راستے میں سب سے بڑا شہر دمقلہ آتا ہے جس کے بعد یہ اسوان سے ہو کر مصری علاقے میں داخل ہوتا ہے اور حبشہ میں بھی ان تمام مقامات کو سیراب کرتا چلا آتا ہے جہاں بارشیں کم ہوتی ہیں اور لوگ پانی کی بوند بوند کو ترستے ہیں۔ یہ اپنی زرخیز مٹی سے بھی جو اس کے پانی کے بہاؤ کے ساتھ بالائی علاقوں سے آتی ہے راستے کے بہت سے علاقوں کو سرسبز وشاداب بناتی چلی آتی ہے۔ اس کا بھی یہی کرشمہ ہے جس کی مثال رب العزت نے یوں دی ہے: ﴿اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَسُوۡقُ الۡمَآءَ اِلَی الۡاَرۡضِ الۡجُرُزِ فَنُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا تَاۡكُلُ مِنۡهُ اَنۡعَامُهُمۡ وَ اَنۡفُسُهُمۡ اَفَلَا یُبۡصِرُوۡنَ﴾

دریائے نیل مصر سے کسی قدر آگے بڑھ کر ایک بستی کے قریب جسے شطنوف کہتے ہیں دو حصوں میں بٹ جاتا ہے' پھر اس کا مغربی ٹکڑا دوبارہ دو حصوں میں بٹ کر اور رشید سے گزر کر سمندر میں جا گرتا ہے اس کا مشرقی ٹکڑا جوجر کے قریب پھر دو ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے' پھر اس کا بھی غربی حصہ مغرب میں دمیاط سے گزر کر سمندر میں جا ملتا ہے اور اس کا دوسرا شرقی حصہ بھی اشمون کی طرف سے گزرتا ہوا بحیرہ مشرقی دمیاط میں جا ملتا ہے۔ اس بحیرے کو بحیرہ دمیاط کے علاوہ بحیرہ تنیس بھی کہا جاتا ہے۔ دریائے نیل کی اتنی طویل گزرگاہوں کی وجہ سے اس کی عظمت کا اندازہ لگانا چنداں دشوار نہیں ہے اور اس کی لطافت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ ابن سینا نے دریائے نیل کی اس خصوصیت کے علاوہ دوسرے دریاؤں کے مقابلے میں اس کے کچھ اور اوصاف بھی بیان کیے ہیں۔